ماہوار خبرنامہ: جولائی ۱۹۹۹ء

مرکزی احمدیہ انجمن لاہور پاکستان [illegible]

صرف احباب جماعت کے لئے

○ حضرت امیر کی صحت کے بارے میں

حضرت امیر ڈاکٹر اصغر حمید صاحب کی صحت خدا کے فضل و کرم سے کافی بہتر ہے اور دفتری امور کی نگرانی حسب معمول فرما رہے ہیں۔ ان کی درخواست ہے کہ ان کی کامل صحت اور خدمت دین کی توفیق کے لئے احباب اپنی پر خلوص دعائیں جاری رکھیں۔

○ ارشاد امیر احباب جماعت کے نام

احباب جماعت خود بھی نماز پنجگانہ کا اہتمام کریں۔ بچوں کو بھی تلقین کریں۔ نماز تہجد کی بھی عادت ڈالیں اور اس پر مستقل مزاجی سے قائم رہیں۔ دین اسلام اور جماعتی ترقی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ تبلیغ و اشاعت دین اور استحکام جماعت کے لئے اپنے اموال انجمن کے نام وقف کریں۔

○ قرآن مجید کی آیت استخلاف اور سلسلہ مجددیت

"اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا' جیسا انہیں خلیفہ بنایا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوطی سے قائم کردے گا اور وہ ان کے لئے ان کے خوف کے بعد بدل کر امن (کی حالت) کردے گا وہ میری عبادت کریں گے' میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جو کوئی اس کے بعد کفر کرے تو وہی نافرمان ہیں" (۵۵:۲۴)

۲۳۴۳: **لیستخلفنہم۔ خلف** اور **خلیفة** کے لئے دیکھو نمبر ۴۵ اور خلافت دوسرے کی نیابت ہے اور **خلف فلان فلانا** کے معنی ہیں **قام بالامر عنه** یعنی دوسرے سے لیکر حکومت کا تعاہد کیا' خواہ اس کے ساتھ ہو یا اس کے بعد (غ) اور **استخلف فلان من فلان** کے معنی ہیں اسے اس کی جگہ قائم کیا اور **استخلفته** میں نے اسے اپنا خلیفہ یعنی جانشین بنایا اور **استخلفه** اسے خلیفہ بنایا اور **خلافة** امارت یا حکومت کو کہتے ہیں اور زجاج کا قول ہے کہ جائز ہے کہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کی زمین میں اس کے **خلیفے** کہا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یداود انا جعلنک خلیفة فی الارض** (ص ۲۶:۳۸) اور اوروں نے کہا' کہ **خلیفة سلطان المعظم** ہے اور **ھوالذی جعلکم خلائف فی الارض** (فاطر ۳۹:۳۵) میں فراء کا قول ہے کہ امت محمد صلعم کو کل امتوں کا جانشین بنایا اور **خلائف فی الارض** کے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ تم ایک دوسرے کے جانشین بنتے رہتے ہو اور بیٹے کو جب وہ اپنے باپ کی جگہ میں ہو کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے باپ کا خلیفہ ہوا (ل)

www.aaiil.org

وعدۂ استخلاف اور حکومت اسلامی: اس آیت میں تین وعدے صراحت سے دیئے گئے ہیں۔ اول وعدۂ استخلاف' دوم تمکین دین' سوم خوف کی جگہ امن قائم کر دینا۔ وعدۂ استخلاف سے عموماً" مراد صرف حکومت اور بادشاہت کا ملنا لیا گیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی زبان سے بنی اسرائیل کو کہا گیا **عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم و یستخلفکم فی الارض (الاعراف ۷:۱۲۹)** اور اسی کی طرف **کما استخلف الذین من قبلہم** میں اشارہ ہے یعنی تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تمہیں زمین میں بادشاہ بنا دے گا۔ چنانچہ ابن جریر میں ہے **لیورثنہم اللّٰہ ارض المشرکین من العرب والعجم فیجعلہم ملوکا** یعنی اللہ انہیں مشرکین عرب و عجم کی سرزمین کا وارث کر دے گا اور انہیں بادشاہ بنا دے گا۔ ایسے ہی اقوال سب تفاسیر میں ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ تمہیں ملک میں ایسا تصرف دے گا جو بادشاہوں کو دیا جاتا ہے اور کفار کو ہلاک کر کے ان کا جانشین انہیں بنا دے گا مگر **استخلاف** کا لفظ وسیع ہے اور یہاں کفار کے استخلاف کا ذکر نہیں۔ اور پھر یہاں ذکر امت کا ہے جو رسول سے الگ کر کے کیا گیا ہے کیونکہ اس آیت سے پہلے بھی اور بعد بھی اطاعت رسول کو فلاح اور فوز کے لئے ضروری قرار دیا ہے تو پس یہاں مراد یہی ہے کہ امت محمدیہ کو آنحضرت صلعم کی خلافت دی جائے گی اور حضرت ابو بکر خلیفہ رسول اللہ ہی کہلائے اور آنحضرت صلعم سے امت کو خلافت ملنا خلافت کے دونوں معنوں کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی امارت یا حکومت بھی اور ولایت بھی جیسا کہ لفظ خلیفہ میں یہ دونوں مفہوم شامل ہیں' کیونکہ نیابت سے مراد ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلعم کو دیا گیا وہ آپؐ کی امت کو بھی دیا جائے گا اور آپ کو بادشاہت بھی دی گئی اور ہدایت اور ارشاد خلق کا کام بھی دیا گیا اور بنی اسرائیل کو جس کی طرف یہاں الفاظ **کما استخلف الذین من قبلہم** میں اشارہ کیا گیا ہے بادشاہت اور نبوت دونوں دیئے گئے **اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکا (المائدۃ ۵:۲۰)** بلکہ آنحضرت صلعم کی خلافت میں یہ بھی صاف مفہوم موجود ہے کہ وہ سلطنت جو آنحضرت صلعم کو دی گئی اور وہ جسمانی اور روحانی دونوں رنگوں پر مشتمل تھی اسے دوام حاصل ہو گا یعنی بادشاہت اور ولایت مسلمانوں میں ہمیشہ رہے گی۔ کیونکہ امت کا وجود قیامت تک باقی ہے اور امت محمدیہ کی جگہ دوسری کوئی امت دنیا میں نہ لے گی۔ البتہ پہلے سلسلہ بنی اسرائیل میں خلافت میں نبوت بھی شامل تھی اس لئے کہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت کامل نہ تھی بلکہ اپنے اپنے اوقات میں انبیائے بنی اسرائیل ہدایت و رشد اپنے اپنے زمانہ کے مطابق لاتے رہے اور ایسا ہی حضرت موسیٰؑ اپنی امت کے لئے کامل نمونہ نہ تھے بلکہ الگ الگ اخلاق کے الگ الگ نمونے ان میں ہوتے رہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث نبویؐ ہے **کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء** یعنی بنی اسرائیل کی رہنمائی نبی کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلفاء ہوں گے۔ پس وہاں بادشاہت اور نبوت تھی یہاں بادشاہت اور ولایت رہے گی کیونکہ بادشاہت کی ضرورت تو ہمیشہ ہے اور نبوت کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم میں کامل کر کے اسکی جگہ ولایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اگر نبوت آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات میں کمال کو نہ پہنچتی تو اس امت میں بھی نبی ہوتے مگر جب نبی کی ضرورت باقی نہ رہی کیونکہ نور نبوت آنحضرت صلعم کی ذات میں کمال کو پہنچا ہوا۔ ہر وقت موجود ہے تو اس کی نیابت ولایت سے ہی ہو سکتی تھی۔

خلافت راشدہ: اس دوہری خلافت میں بعض وجود تو ایسے ہوئے کہ وہ دونوں امور یعنی سلطنت اور رشد و ہدایت کو جمع رکھتے تھے۔ جیسے خلفائے راشدین مہدیین یعنی خلفائے اربعہ جنہوں نے آنحضرت صلعم کے بعد جسمانی اور روحانی دونوں قسموں کی بادشاہت کو اپنے وجود میں جمع کیا کیونکہ یہ وہ پاک لوگ تھے جنہوں نے آنحضرت صلعم کے رنگ کو بکمال اپنے اندر لے لیا اور اس کے بعد عموماً" بادشاہت اور ولایت کا سلسلہ الگ الگ چلا۔ سوائے اس کے کہ کبھی کسی بادشاہ کو اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کے لئے بھی کھڑا کر دیا ہو' جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز اور یہی معنی اس حدیث کے ہیں **الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم تکون ملکا**

عضوضا یعنی خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی پھر بادشاہت ہو گی' جس میں لوگوں پر ظلم بھی ہو گا۔ اور وہ بادشاہت چونکہ صرف ایک حصہ خلافت کا اپنے اندر رکھتی ہے اور اس میں بعض مکروہ امور بھی شامل ہو جاتے ہیں' اس لئے اسے خلافت سے الگ کر کے ذکر کیا اور اس بادشاہت والی خلافت میں ملک عرب کی بادشاہت تو امر لازم ہے اس لئے کہ وہ بادشاہت نبی کریم صلعم کو ملی' پس ضرور ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں میں رہے اور احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دائرہ وسیع ہو گا' جیسا کہ حدیث **ان ربی زوی لی الارض** میں ہے دیکھو نمبر ۲۱۹۳ یہی وہ خلافت ہے جس کا مذہبی مسئلہ ہونا آج کئی مسلمانوں کی سمجھ میں بھی نہیں آتا' غیر مسلم تو ایک طرف رہے۔ وہ بادشاہت جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو عطا فرمائی اور جو دین اسلام کے قیام اور تمکین کے لئے اور اس کے بعض ارکان کی حفاظت کے لئے ضروری تھی غیر مسلموں کے ہاتھ میں نہیں جا سکتی۔ بلکہ ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم کی بادشاہت جسمانی کے وارث بھی مسلمان ہی رہیں۔ اور غیر مسلم سلطنتوں کی اس کے خلاف کوشش اور ملک عرب پر تصرف کرنے کی تدابیر اسی غرض کے لئے ہیں کہ وعدۂ الٰہی کو باطل کریں مگر اللہ تعالیٰ کے وعدے غلط نہیں ہو سکتے اور اس وعدۂ الٰہی کے خلاف تمام منصوبے انجام کار نیست و نابود ہوں گے۔ ہاں اس وقت مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ جو ذرائع ان کے اختیار میں ہیں وہ ان ناپاک منصوبوں کے خلاف استعمال کریں مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں نے خود ایمان فروشی کر کے ہی غیر قوموں کو یہ موقعہ دیا۔ اگر وہ ایمان کو ہاتھ سے نہ دیتے' تو کوئی غیر مسلم طاقت وہاں کسی قسم کا تصرف حاصل نہ کر سکتی تھی۔ تو فی الحقیقت ایمانی حالت کی کمزوری نے خلافت جسمانی کو بھی کمزور کیا ہے۔ اور اس کی وجہ مسلمانوں کا خود خلافت روحانی کے پہلو کو ترک کر دینا ہے یہاں تک کہ ان کے نزدیک ملک عضوض ہی سب کچھ ہے۔ اور یہ خیال کہ خلافت جسمانی صرف قریش میں ہونی چاہئے صحیح نہیں۔ اسلام سب قوموں کے لئے آیا جو قوم اپنے اعمال کے لحاظ سے زیادہ حقدار ہو گی وہی خلافت کی مالک ہو گی اور حدیث **الائمۃ من قریش** کی اصلیت دوسری حدیث سے معلوم ہوتی ہے جہاں آنحضرت صلعم نے بارہ ائمہ کا ذکر کر کے فرمایا **کلھم من قریش** یہ بارہ امام قریش میں سے ہوں گے اس سے یہ مراد نہ تھی کہ جب تک دنیا قائم ہے قریش سے خلفا ہوتے رہیں گے یہ خلاف واقعات ہے اور قرآن کریم نے صرف ایمان اور عمل صالح کی شرط رکھی ہے قومیت کی شرط نہیں رکھی اور قومیت کی شرط اصول اسلام کے خلاف ہے۔

خلافت روحانی اور بعثت مجددین: خلافت روحانی میں اگرچہ اصل ولایت ہی ہے مگر کسی شخص کے منہاج نبوت پر کھڑا کیا جانے کا ذکر بھی صحیح حدیث میں موجود ہے اور یہ حدیث ابو داؤد نے بیان کی ہے **ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا** یعنی اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث کرتا رہے گا۔ اور امام سیوطی کہتے ہیں **اتفق الحفاظ علی تصحیۃ** یعنی حدیث کے حافظ اس کی صحت پر اتفاق رکھتے ہیں۔ ہمارے زمانہ سے قریب حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ نے بھی اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ مجددین بالخصوص خلافت روحانی کی طرف لوگوں کی توجہ دلانے والے ہوتے ہیں۔ ہمارے اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے جس مجدد کو چودھویں صدی کے سر پر کھڑا کیا ہے اس نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے اور مسلمانوں کی تمام بیماریوں کی اصل جڑ اسی بات کو قرار دیا ہے کہ وہ دین کی طرف سے غافل ہیں۔ اور تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کو ہی اصل علاج قرار دیا ہے۔

اس کے بعد دو وعدے ہیں ایک تمکین دین یعنی دین کا ایسا مضبوط کر دینا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے برباد نہ کر سکے۔ اور دوسرے خوف کے بعد امن۔ اور ایک خوف تو وہ تھا جو زمانہ نبوی میں تھا یہاں تک کہ صحابہ نے نبی کریم صلعم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ہمیں دن رات ہتھیار بند رہنا پڑتا ہے کیا کوئی ایسا وقت بھی آئے گا کہ ہم امن میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے خوف کی جگہ امن کر دیا مگر یہ وعدہ استمراری ہے یعنی ہر حالت خوف کے بعد امن ہو جائے گا۔ اور اعدائے دین کا خوف مسلمانوں کو ہی

رہے گا۔ یہ آیت اہل تشیع پر قطعی حجت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت حق ہے اس لئے کہ قرآن کریم نے جو معیار خلافت کا قرار دیا تھا وہ کامل طور پر انہی دو خلافتوں میں پورا ہوا۔ یعنی تمکین دین اور تبدیل خوف با من

یعبد و ننی لایشرکون بی شیئا الذین امنوا سے حال ہی یعنی یہ وعدہ ان کے ساتھ ہے جو میری عبادت کرتے ہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور یا استخلاف کی علت ہے یعنی چونکہ یہ لوگ میری عبادت کرتے ہیں اس لئے میں انہیں زمین میں بھی بادشاہ بناؤں گا اور یا اس میں بھی ایک پیشگوئی ہے کہ اس ملک عرب کے اندر میری ہی عبادت ہو گی اور شرک مٹ جائے گا۔

من کفر بعد ذلک میں لفظ بمقابلہ ایمان بھی ہو سکتا ہے اور بمقابلہ شکر بھی۔ اوپر چونکہ مسلمانوں پر نعمتوں کا ذکر ہے اس لئے مراد کفران نعمت ہی ہے یعنی اگر پھر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے خروج کریں تو پھر وہ فاسق ہیں اور ایسے عہد شکنوں کے ساتھ خدا کا وعدہ کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔ سو ایسا ہی ہوا اور خلافت کی کمزوری یا اس کی بربادی مسلمانوں کی ناشکری کا ہی نتیجہ ہے گو غیر قوموں کی طرف سے ہی وہ وقوع میں آئی ہو۔ (بیان القرآن از حضرت مولانا محمد علی ص ص۹۷۵،۹۷۶)

بانی سلسلہ احمدیہ کا سلسلہ مجددیت کے متعلق واضح بیان

پہلا نشان **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذا الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا (ابوداؤد)** یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلا دیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء امت میں مسلم چلی آئی ہے۔ اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی بچ ہے۔ بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کو مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں توانہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا۔ اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں۔ یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے۔ ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اسی قدر جو خدا بتلا دے۔ ماسوا اس کے یہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گزرے ہیں اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں۔ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو مری پڑ رہی ہے زلزلے آ رہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس سال گزر گئے ہیں۔ یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس برس گزر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا

یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا۔ اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دنیا سے اٹھا دے گا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔ (حقیقت الوحی ص ص ۱۹۳' ۱۹۴)

ہندوپاک میں اسلام پر انگریزی میں تصنیفات اور حضرت مولانا محمد علی صاحب کی خدمات کا اعتراف

"اگر ہندوستان کے مسلمانوں کی انگریزی زبان کی طرف توجہ اور اس کی تعلیم سے دلچسپی اور اہتمام کی ابتداء ۱۸۷۵ء سے تسلیم کی جائے' جبکہ علی گڑھ میں مدرسۃ العلوم قائم کیا گیا تھا اور ۱۹۸۱ء تک اس سلسلہ کو کھینچا جائے' تو صاف نظر آئے گا کہ اس مدت میں ہندوستان کی ملت اسلامیہ نے ایسے کئی افراد پیدا کئے' جو اہل زبان کی طرح انگریزی لکھتے اور بولتے تھے' اس ایک صدی کی طویل مدت کے اعتبار سے انگریزی زبان میں ان کی تصنیفات' تعداد میں اگرچہ کم ہیں' لیکن اپنی علمی قدر و قیمت اور زبان کی خوبی کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہیں اور دوسرے اسلامی ممالک کے مقابلہ میں ان کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔

ہندوستانی مصنفین کی چند ممتاز انگریزی تصنیفات

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ہمیں انگریزی کے ایسے مسلمان مصنفین نظر آتے ہیں' جنہوں نے تاریخ اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن کے موضوع پر ایسی کتابیں تصنیف کیں' جن کی زبان کی حلاوت و قوت سے خود اہل زبان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے' اور جنہوں نے اپنے قیمتی مواد اور دلکش اسلوب بیان سے یورپ کے اہل نظر کو بھی اپنی طرف متوجہ کر لیا' ان میں سرفہرست رائٹ آنریبل جسٹس سید امیر علی ہیں جنہوں نے The Spirit of Islam (روح اسلام) تصنیف کی۔ اگرچہ ان کے افکار و خیالات سے کلیتہً" اتفاق مشکل ہے' تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ اس کتاب نے برطانیہ کے علمی و ادبی حلقوں کو اعتراف و تحسین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ انگریزوں کی ایک تعداد کو اسلام کی صداقت و حقانیت تسلیم کرنے پر مجبور کیا' مستشرق (Osborn) اس کتاب کے بارے میں لکھتا ہے :۔

"یہ کتاب یقیناً" داد و تحسین کی مستحق ہے'اس کا طرز بیان بتاتا ہے کہ مصنف کو انگریزی زبان پر بھرپور قدرت ہے' کم ایسے اہل زبان ہوں گے جو مصنف کے اسلوب کا مقابلہ کر سکیں' یہ اسلوب ان عیوب و نقائص سے پاک ہے' جن میں ہندوستان کے انگریزی تعلیمیافتہ عام طور پر مبتلا ہیں' مسلمانان ہند کو مبارک ہو کہ ان میں ایسے افراد بھی ہیں جو اس مقام پر فائز ہیں' یہ ناممکن ہے کہ جس کا نقش اول یہ کتاب ہو وہ مستقبل میں فعال کردار اور گہرے اثرات نہ چھوڑے' جہاں تک کتاب کے موضوع کا تعلق ہے' ہم بہت سے مسائل میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں' اور اپنا نقطہ نظر اور وجہ اختلاف بعد میں ذکر کریں گے"۔

سید امیر علی کی دوسری کتاب A Short History of The Saracens (مختصر تاریخ عرب) بھی طویل زمانہ تک زبان کی سلاست و روانی' عمدہ طرز نگارش اور اعتدال و توازن کی بناء پر مقبول عام رہی۔

دوسرے مسلمان مصنف جن کی شہرت ہندوستان سے متجاوز ہو کر دوسرے ممالک تک پہونچی صلاح الدین خدا بخش ہیں' جنہوں نے اسلامی موضوعات پر کئی اہم کتابوں کا جرمن سے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا' ان کی براہ راست انگریزی تصنیفات اور مجموعہ مقالات میں زیادہ مشہور (Contribution to the History of Islamic Civilization) (اسلامی تہذیب و تمدن کی تاریخ پر ایک نظر) کی دوسری جلد اور (Essays India Islamic) (ہندوستان اور اسلام' چند مضامین و مقالات) ہیں'

اگرچہ ان کے بہت سے افکار و خیالات سے جن میں تجدد اور مغربی خیالات سے تاثر صاف طور پر نمایاں ہے، تعلیمات اسلام اور تاریخ اسلام سے براہ راست واقفیت رکھنے والے متفق نہیں ہو سکتے، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ انہوں نے برطانیہ کے علمی حلقوں سے داد و تحسین حاصل کی۔

اس دور۔ یعنی انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل کے ان مسلمان مصنفین کی جنہوں نے اسلامیات پر انگریزی میں کتابیں لکھیں، یہ نمایاں کمزوری رہی ہے کہ وہ مغرب، مغربی فلسفہ، اور مغرب کے طبیعاتی علوم سے جو ابھی تک طفولیت کے مراحل سے آگے نہیں بڑھے تھے، بہت زیادہ متاثر نظر آتے ہیں، ان کے ہاں غیبی حقائق، معجزات، ماوراء طبیعات اشیاء کی دور از کار تاویلات، ایک طرف یہ سائنسی معلومات و انکشافات اور طبیعاتی اصول و ضوابط اور دوسری طرف ان سماوی حقائق کے درمیان تطبیق، اسلامی و مغربی تہذیب و تمدن کو ہم آہنگ کرنے کی مضطربانہ کوششیں پائی جاتی ہیں، مزید برآں اس طرح کی اکثر کتابیں معذرت آمیز (Apologetic) اور مدافعانہ (Defensive) اسلوب میں لکھی گئی ہیں۔

ان دو مصنفین کے بعد انگریزی میں لکھنے والے قابل ذکر مصنفین میں جن کے علم و فضل، گہرے مطالعہ اور تفکر نے بیرونی علمی دنیا کو متوجہ کیا، اور بلند پایہ اہل قلم اور اہل فکر نے اپنی تصنیفات اور مضامین میں ان کے حوالہ دیئے، ڈاکٹر سر محمد اقبال اور ان کی فکر انگیز کتاب (Reconstruction of Religious Thought in Islam) (تشکیل جدید الہیات اسلامیہ) جو ان کے مدراس کے لیکچروں کا مجموعہ ہے، خاص طور پر نمایاں ہے۔ (بعض عقائد اور دینی حقائق کی تفہیم و تشریح میں فلسفیانہ غلو کے باوجود جس سے اتفاق مشکل ہے)

دوسرے علامہ عبداللہ یوسف علی ہیں جن کے انگریزی ترجمہ قرآن کو صفائی زبان، ادبی چاشنی، طاقتور اسلوب اور مترنم انداز بیان کی وجہ سے یورپ و امریکہ میں مقبولیت حاصل ہوئی اور اس کے متعدد ایڈیشن پاکستان، سعودی عرب اور دوسرے اسلامی ممالک سے شائع ہوئے ہیں، اسی طرح ایم۔ ایم پکتھال (M.M. Pickthall) کا انگریزی ترجمہ گو اس میں بعض اغلاط پائے جاتے ہیں کی زبان کی شیرینی اور اہل زبان کی سلاست و طلاقت کی بناء پر انگریزی بولنے والے ملکوں میں خاصی پذیرائی ہوئی۔

قرآن کے انگریزی تراجم کے اس تذکرہ میں بڑی ناسپاسی اور ناانصافی ہو گی، اگر ہم اردو کے مسلمہ ادیب مولانا عبدالماجد دریا بادی کے انگریزی ترجمہ قرآن کا تذکرہ نہ کریں، اس ترجمہ کی اہمیت و وقعت ان معلومات افزا حواشی اور نوٹس کی بناء پر ہے جو بائبل اور قرآن کے مشترک مقامات، شخصیات اور واقعات پر نئی تحقیقات اور مذاہب و عقائد کے گہرے تقابلی مطالعہ کا نتیجہ ہے، مولانا نے اس سلسلہ میں نئے علمی مواد اور مسیحی اور یہودی ماخذ سے پورا فائدہ اٹھایا ہے، اور اس مطالعہ اور تحقیق کا نچوڑ ان حواشی میں رکھ دیا ہے، اور اس سے قرآن کے علوم و حقائق کو ثابت کرنے اور قرآن کے اعجاز کو واشگاف کرنے میں اس سے پورا فائدہ اٹھایا، یہ وہ پہلو ہے جس میں وہ اپنے تمام ہم عصر مترجمین قرآن سے فائق نظر آتے ہیں، افسوس کی بات ہے کہ ابھی تک اس ترجمہ کو وہ مقام نہیں دیا گیا جس کا وہ مستحق تھا۔

اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے تعارف کے سلسلہ میں احمدیوں کی ابتدائی مساعی

لاہور کی جماعت احمدیہ نے تعلیمیافتہ طبقہ کے لئے انگریزی زبان میں اسلامی لٹریچر تیار کرنے کے کام سے خاص دلچسپی لی، ان کے کام کو ہند و بیرون ہند کے تعلیمیافتہ طبقہ میں انگریزی زبان میں ہونے اور اچھے انداز میں پیش کئے جانے کی وجہ سے خاصی مقبولیت حاصل ہوئی، ان مصنفین میں سرفہرست خود جماعت احمدیہ لاہور کے بانی و امیر مولوی محمد علی لاہوری ہیں جنہوں نے انگریزی زبان میں قرآن کا ترجمہ شائع کیا جدید تعلیمیافتہ حضرات نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا، ان کے قلم سے جو تشریحات و حواشی نکلے

ان سے ایسے بہت سے افراد متاثر ہوئے' جن کا اسلام اور علوم اسلام کا مطالعہ براہ راست اور گہرا نہ تھا' اور جو جدید نظریات و تحقیقات اور سائنس کی ترقی سے مرعوب تھے' اور جن کو ایسی کتابوں اور اسلام کی ایسی تشریحات کی تلاش تھی' جو ان کی علمی و مذہبی پیاس بجھا سکے' ان کے تفسیری نوٹس میں معجزات اور غیبی حقائق کو طبعی اشیاء اور عام قانون قدرت کے تابع بنانے کا رنگ' مبالغہ آمیزی و انتہا پسندی کی حد تک غالب ہے' خواہ ایسے موقعوں پر عربی زبان اور قرآنی الفاظ ساتھ نہ دے سکیں' انہوں نے اس حقیقت کو بھی نظرانداز کر دیا کہ طبیعات کا علم اور اس کی تحقیقات تغیرپذیر ہیں' اور وہ ابھی طفولیت کے مرحلہ سے آگے نہیں بڑھی ہیں۔

مولوی محمد علی لاہوری کی ایک کتاب سیرت نبویؐ کے موضوع پر (Muhammad the Prophet) کے نام سے ہے' جو ہند و بیرون ہند میں وسیع پیمانہ پر پڑھی گئی' اور تعلیمیافتہ نوجوان اور یونیورسٹیوں کے ان اساتذہ نے اسے پسند کیا' جن کے سامنے سیرت پر انگریزی میں کوئی اور ایسی کتاب نہ تھی' جو نبوت محمدیؐ کی عظمت اور پیغام اسلام سے پردہ اٹھاتی' اور اس ماحول و حالات کی تصویر کشی کرتی جن میں نبوت کا ظہور ہوا' نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات کو اختصار و جامعیت کے ساتھ پیش کرتی اس صورت حال سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ صحیح اسلامی کتابوں کا وجود جن سے نوجوان اور تعلیمیافتہ افراد اسلام اور پیغامبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارف ہو سکیں' از حد ضروری ہے کیونکہ اگر مکمل قابل اعتبار اور معیاری تصنیفات موجود نہیں ہیں' تو یہ طبقہ اپنی پیاس ان کتابوں سے بجھائے گا جو باسانی میسر ہو جاتی ہیں' اور جن میں صحیح الخیال طبقہ اور علمائے دین کو قابل اعتراض چیزیں نظر آتی ہیں۔

مولوی محمد علی لاہوری کے بعد ان کے رفیق و ہمعصر اور انگلینڈ میں مشہور و معروف مبلغ اسلام اور انگریزی کے زبان آور خطیب خواجہ کمال الدین نے اس میدان میں خصوصی شہرت حاصل کی' اس سلسلہ میں ان کی دو کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں' ایک The Ideal Prophet (مثالی نبی) دوسری Sources of Christianity (ینابیع المسیحیت) یہ بھی اپنے رفیق و امیر مولوی محمد علی لاہوری کی طرح مرزا غلام احمد صاحب کے معتقد و مرید تھے' لندن کا Woking mission سنٹر عرصہ تک ان کی زیر نگرانی اور سرپرستی میں کام کرتا رہا۔ (اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین از مولانا سید ابو الحسن علی ندوی شائع کردہ۔ مجلس نشریات اسلام' کراچی صفحہ ۲۹ تا ۳۴)

سرینام جنوبی امریکہ میں بین الاقوامی احمدیہ کونشن اور اسلامک سینٹر کا افتتاح۔

جنوبی امریکہ کے علاقہ میں ٹرینیڈاڈ اور گیانا کے بعد سرینام میں ہماری سب سے بڑی جماعت ہے جس کی ۲۸ کے قریب مساجد ہیں اور ملک کے دارالخلافہ پارا ماریبو میں ایک بہت ہی خوبصورت مسجد ہے جو اس علاقہ میں خاص شہرت رکھتی ہے۔ اس مسجد کا افتتاح ۱۹۸۶ء میں ہوا تھا۔ اب اس مسجد کے ساتھ لائبریری اور مہمان خانہ بن چکا ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے اس مسجد کے ساتھ ایک اسلامک سینٹر کی تعمیر کا کام شروع تھا۔ خدا کے فضل سے یہ سینٹر مکمل ہو چکا ہے۔ اس سینٹر کے افتتاح کے موقع پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سرینام نے نہ صرف بین الاقوامی احمدیہ کونشن کے انعقاد کا اہتمام کیا ہے بلکہ تین روزہ سیمینار بھی منعقد کر رہی ہے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق پاکستان سے محترم میاں فضل احمد صاحب' مولانا راجہ محمد بیدار صاحب اور بیگم زبیدہ محمد احمد صاحب کی شرکت کی توقع ہے۔ محترم مولانا راجہ صاحب تقریباً ایک سال قیام کریں گے اس سے پیشتر آپ ۱۹۸۴ء تا ۱۹۸۸ء وہاں بطور مبلغ کام کر چکے ہیں۔ آپ اسلامک سینٹر کے تربیتی کورس اور دیگر پروگراموں کی نگرانی فرمائیں گے۔ کونشن کے لئے حضرت امیر ڈاکٹر اصغر حمید صاحب کا انگریزی میں پیغام ارسال کیا جا چکا ہے۔ کونشن' تین روزہ سیمینار اور اسلامک سینٹر کے افتتاح کی

رپورٹ اور حضرت امیر کے انگریزی پیغام کا اردو ترجمہ انشاء اللہ آئندہ خبرنامہ میں شائع کی جائیں گی۔

○ عطیہ برائے روسی ترجمتہ القرآن

لاہور کے ایک مخلص بھائی نے جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتے' ایک ہزار روپے کا عطیہ برائے روسی ترجمتہ القرآن مرحمت فرمایا ہے۔ جزاک اللہ۔ روسی ترجمہ کی نو ہزار کاپیاں تو پہلے ہی تقسیم ہو چکی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مزید پچاس ہزار کاپیاں طبع ہو رہی ہیں تاکہ اس ترجمہ کی مزید تقسیم اور فروخت کی مانگ کو پورا کیا جا سکے۔ اس سلسلہ میں امریکہ جماعت کی کوششیں قابل تحسین ہیں۔

○ انوار القرآن پارہ عم کی پندرہ سورتوں کا انگریزی میں ترجمہ

ٹرینیڈاڈ کے ہمارے لائق اور مخلص بھائی امام کلام آزاد محمد صاحب نے ناصر احمد صاحب کے دورہ ٹرینیڈاڈ کے دوران انوار القرآن پارہ عم کی آخری ۱۵ سورتوں کا نہایت خوبصورت انگریزی میں ترجمہ کے کام کو مکمل کر لیا ہے۔ اب وہاں سے اطلاع آئی ہے کہ جماعت کے احباب پر مشتمل دی مسلم لٹریری ٹرسٹ نے ان سورتوں کے انگریزی ترجمہ کو یکجا طور پر آئندہ رمضان المبارک سے پیشتر طبع کروانے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ وفات

لاہور میں ہمارے بزرگ بھائی محترم ملک سعید احمد صاحب کی اہلیہ حاجرہ بیگم کا ۲۷ جولائی کو انتقال ہو گیا۔ اسی رات انہیں دارالسلام کے احمدیہ قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور ملک صاحب کو رفیقہ حیات کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

گذشتہ دنوں گاسپرالو' ٹرینیڈاڈ میں ہمارے سرگرم رکن محترم واحد عمر دین صاحب کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہم نہایت تکلیف سے یہ افسوسناک خبر دے رہے ہیں کہ ہمارے نہایت محترم عالم بزرگ جناب بشارت احمد بقا صاحب ۱۸ اگست کو انتقال فرما گئے۔ **انا للہ علیہ و انا الیہ راجعون** ان کی وفات سے جماعت ایک انتہائی باخبر عالم سے محروم ہو گئی ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ اور زوردار قلم عطا کیا تھا۔ پروفیسر غازی احمد صاحب کی کتاب **"The Qadiani Problem and the Position of the Lahore Group"** (قادیانی مسئلہ اور لاہوری گروپ کی پوزیشن) کے جواب میں ان کے سلسلہ وار مضامین تحریک احمدیت سے ان کی گہری وابستگی اور بانی سلسلہ احمدیہ اور معاندین کی کتب کے گہرے مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ انہوں نے اس میں تمام اہم حوالوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ تصوف کے حوالے سے انہوں نے بعض اعتراضات کے ایسے مدلل اور منقولی جواب دیئے ہیں جو اس سے پیشتر کسی نے نہ دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس محترم بزرگ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ ادارہ ان کی سوگوار بیوی اور بچوں کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تعزیت کیلئے پتہ : بیگم بشارت احمد بقا ۲/۲۶۴ بلاک ایل ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کینٹ۔

○ بینکاک کے محترم شوکت علی صاحب بمبئی میں

جنوبی ایشیا کے لئے مرکزی انجمن کے ڈائریکٹر محترم شوکت علی صاحب حال ہی میں بینکاک سے بمبئی تشریف لائے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھارت کے صدر محترم عبدالرزاق صاحب کی وفات کے بعد ان کا یہ پہلا دورہ ہے۔ محترم شوکت علی صاحب کتب کے سٹاک اور زیر طبع کتب کے بارے میں بیگم عبدالرزاق صاحبہ سے صلاح مشورہ کریں گے۔ اس کے بعد وہ دہلی تشریف لے جائیں گے تاکہ وہاں قائم کردہ نئے مرکز کے ان حالات اور معاملات کا جائزہ لیں جن کی محترم عبدالرزاق صاحب مرحوم نگرانی فرما رہے تھے۔

○ شادی مبارک

ہمارے محترم مرحوم بھائی ماسٹر اصغر علی صاحب کے بیٹے ابرار احمد صاحب انجینئر کی شادی محترم حکیم مبارک عبداللہ صاحب مرحوم کی پوتی اور کراچی میں ہمارے محترم بھائی عبدالعزیز مبارک صاحب کی بیٹی مریم صدیقہ سے انجام پائی۔ ولیمہ کی تقریب ۷ جولائی کو قذافی سٹیڈیم کے دیوان خاص میں منعقد ہوئی جس میں عزیز و اقارب کے علاوہ لاہور جماعت کے احباب نے بھی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس نئے رشتہ کو جانبین کے موجب خیر و برکت کرے۔

○ دعا

لاہور کے ہی محترم بھائی احمد حسین صاحب جو اتفاق ہسپتال سے ٹھیک ہو کر گھر آ گئے تھے دوبارہ ہسپتال میں داخل ہو گئے تھے۔ گھر میں گر جانے کی وجہ سے ان کی زیر علاج ٹانگ میں دوبارہ چوٹ لگ گئی ہے۔ مختصر علاج کے بعد اب گھر آ چکے ہیں۔

دارالسلام لاہور کے محترم مولوی محمد علی صاحب دوبارہ سخت علیل ہو گئے ہیں اور شیخ زید ہسپتال میں داخل تھے اب طبیعت سنبھل گئی ہے اور گھر آ چکے ہیں۔

مرحوم بھائی شیخ حفیظ الرحمٰن صاحب کی بیگم صاحبہ جو گزشتہ ماہ سخت بیماری کی حالت میں اسلام آباد گئی تھیں اب ان کی صحت کافی بہتر ہے اور وہ واپس لاہور آ گئی ہیں۔

لندن مشن، انگلستان کی صدر محترمہ جمیلہ خاں صاحبہ گزشتہ کئی ماہ سے کمر کی درد میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے انہیں مختلف دینی اور سماجی کاموں کی انجام دہی میں مشکل پیش آ رہی ہے لیکن یہ باہمت خاتون اس تکلیف کے باوجود ہمہ تن مصروف رہتی ہیں۔

انجمن کے قابل قدر کارکن محترم انوار احمد صاحب کی اہلیہ سلمہ انوار احمد صاحبہ کی گزشتہ دنوں ایک حادثہ میں ایک بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

لاہور میں محترم مولوی عبدالرؤف صاحب، پشاور میں شیخ شریف احمد صاحب، سرائے نورنگ، بنوں کے صاحبزادہ ہارون احمد صاحب کے دو بچے اور کراچی میں محترم عبدالقیوم صاحب ان سب کی صحت اور تندرستی کے لئے احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔

ملتان کی ہماری نہایت محترم علم دوست اور مخیر بہن اور محترم میاں عمر فاروق صاحب کی بھابی بیگم نصرت مبارک احمد صاحبہ کو گزشتہ ماہ لاہور میں ایک اندوہناک حادثہ میں سر میں گولی لگی جس سے ان کے سر میں گہرا زخم آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس حادثہ میں بال بال بچا لیا۔ ان کی مکمل صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

○ نوجوان طلباء اور طالبات کے لئے سالانہ تربیتی کورس

ہر سال مرکزی انجمن کے زیر اہتمام نوجوان طلباء اور طالبات کے لئے سالانہ تربیتی کورس کا انعقاد ہوتا ہے۔ اس مرتبہ یہ کورس ۲۵ جولائی سے ۴ اگست تک جاری رہا۔ اس دوران میں روزانہ سیرت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

علیہ السلام' اسلام اور مذاہب عالم' حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں' قرآن اور سائنس' اخلاقیات' قرآن مجید میں ناسخ منسوخ اور دونوں جماعتوں کے اختلاف کے تاریخی پس منظر اور بنیادی عقائد کے اختلاف کے موضوعات پر لیکچر ہوئے۔ ان تقاریر کے متعلق بچوں کو ہوم ورک بھی دیا جاتا رہا۔ ایک دن سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ جس میں بچوں نے زبانی اور تحریری سوالات کئے جن کے جوابات چھ افراد پر مشتمل پینل نے دیئے۔

کھیلوں اور تفریحی پروگرام کے علاوہ ہمارے نزدیک سب سے دلچسپ اور نتیجہ خیز پروگرام اطفال اور شبان کا تقاریر کا انعامی مقابلہ تھا۔ جس میں کورس سے متعلق ہی عنوانات مقرر کئے گئے تھے۔ تاکہ ایک تو بچوں میں اپنے خیالات پیش کرنے کا طریق اور اعتماد پیدا ہو۔ دوسرے اس سے اندازہ ہو سکے کہ بچوں نے کہاں تک کورس کے دوران تقاریر اور سوال و جواب سے استفادہ کیا ہے۔ اطفال کے لئے موضوع تھے: اچھا احمدی بچہ کون ہے اور ہم احمدی بچے کچھ کر کے دکھائیں گے۔ اور شبان کے لئے موضوعات تھے: اعجاز قرآن اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا عشق رسول۔

ذیل کے اطفال نے مقابلہ میں حصہ لیا:

ہارون جاوید (لاہور)' حامد رحمان (لاہور)' اویس عامر (وزیرآباد) اسمہ عامر (وزیرآباد) ثناء شاہد (لاہور)' وقاص اسد (چک نمبر ۱۸۱ سرگودھا)' فیصل زمان (لاہور)' شعیب آفتاب (کچھی)' تیمور منصور (اوکاڑہ)' فرخندہ جمیل (لاہور)' طیب آفتاب (کچھی)' صالحہ انوار (لاہور)۔

ذیل کے شبان نے مقابلہ میں شرکت کی:

رملہ جنجوعہ' انیقہ رحمان' فائزہ عزیز' آمنہ سعید' وجیہہ جمیل' طیبہ انوار احمد' یاسر عزیز' فضل حق' قدوس انوار احمد' مدثر عزیز' علی حیدر' طیب انوار احمد اور عابد عزیز۔

۴ اگست کو الوداعی عشائیہ تھا۔ سیکرٹری تربیتی کورس عامر عزیز صاحب نے کورس سے متعلق تفصیلی رپورٹ پیش کی اور کورس کے نگران محترم بریگیڈیئر محمد سعید صاحب نے انعامات تقسیم کئے اور اختتامی کلمات کہے۔

آخر پر پرتکلف عشائیہ کا اہتمام تھا۔ کورس کی تفصیلی رپورٹ آئندہ خبرنامہ میں پیش کیجائے گی۔ اس وقت ذیل میں اطفال کی تقریروں میں سے چند درج کی جا رہی ہیں جن سے بچوں کے خیالات اور ان کے عزم کا اندازہ ہو سکے گا۔

○ فرخندہ جمیل۔ لاہور

ہم دین کی خاطر دنیا کی ہر چیز کو قرباں کر دیں گے
اسلام کی شان و شوکت سے ہر شخص کو حیراں کر دیں گے
اور باطل کو تکبیروں سے اک پل میں لرزاں کر دیں گے
ہم مسلم ہیں اور ملت کی ہر مشکل آساں کر دیں گے

میں نے بولنے کے لئے جس موضوع کو چنا ہے وہ ہے "ہم احمدی بچے ہیں' کچھ کر کے دکھا دیں گے"۔

ہمیں فخر ہے کہ ہم احمدی بچے ہیں' ہم دنیا کے لئے مثال بنیں گے۔ ہم دین اور دنیا دونوں کو ساتھ لے کر آگے چلیں گے۔ ہم قرآن کریم کے احکامات کی پابندی کریں گے۔ ہم دنیا والوں کے سامنے عبادالرحمٰن کا نقشہ پیش کریں گے۔ ہم اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کریں گے اور برے اخلاق سے کنارہ کشی کریں گے۔ ہم عجز و انکساری' عفو و درگزر' ایفائے عہد اور صبر و استقلال کی خصوصیات پیدا کریں گے اور جھوٹ' غیبت' منافقت اور تکبر وغیرہ سے خود کو بچائیں گے۔ ہم دوسروں کی مدد کریں گے اور ان

کے حقوق کا خیال رکھیں گے۔ ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں احسن طریقے سے ادا کریں گے یعنی ہم قرآن کریم کی عملی تفسیر دنیا کے سامنے پیش کریں گے تاکہ دنیا کہہ اٹھے کہ ہاں یہ احمدی بچے امتیازی خصوصیات کے حامل ہیں۔

اور ہم نے وہ تمام کام بھی کرنے ہیں جو احمدی ہونے کے ناطے' حضرت مسیح موعودؑ سے وابستگی' ان کے مشن سے وابستگی' ہونے کے ناطے ہم پر فرض ہیں۔ ہم ان کے مشن کو آگے بڑھائیں گے۔ اسلام کی اشاعت کے لئے کام کریں گے۔ ہم اپنا جسم' اپنا علم' اپنی عقل' اپنا مال اسلام کی اشاعت اور سربلندی کے لئے وقف کر دیں گے۔

وہ قومیں جو اسلام سے بے بہرہ غفلت کی نیند سو رہی ہیں۔ جو جہالت میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ ان تک اسلام کی روشنی پھیلائیں گے۔ ہم دنیا والوں کے سامنے اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تصویر پیش کریں گے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الہام "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا" کو سچ کر کے دکھائینگے' کوہ و دشت سے' یورپ کے کلیساؤں سے اللہ اکبر کی صدائیں گونجیں گی اور کفر سے بھرے سینو کو اس شمع ہدیٰ کی برکت و روشنی سے فروزاں کرینگے۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق دے اور اپنی فتح و نصرت سے ہمیں نوازتا رہے۔ آمین۔

آخر میں' میں احمدی بچوں کو مخاطب کر کے کہتی ہوں:

توحید کے نعروں سے مغرب کو ہلا دو تم
پھر دہر میں الہامی آواز سنا دو تم
پھر وادی مغرب میں آواز اذاں گونجے
پھر شمع کلیسا کو مغرب کی بجھا دو تم

○ اویس عامر- وزیر آباد

آج کا موضوع ہے ہم احمدی بچے کچھ کر دکھائیں گے۔ یہ نہایت اچھا موضوع ہے جس سے احمدی بچوں کے عزم اور اس مقصد کا پتہ چلتا ہے جس کی ہمارے پیارے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے بار بار تلقین کی ہے۔ وہ مقصد ہے اسلام کی خدمت۔ اسی لئے ہمارے پیارے امام نے اس مقصد کو بڑے پیارے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔ کہ "ہم خادم اسلام ہیں" دوسرے لفظوں میں ہماری زندگی کا مقصد اسلام کی خدمت کرنا ہے۔

ہم میں سے جو بڑی عمر کے ہیں۔ وہ تو اسلام کی خدمت کے بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم بچے زیادہ علم حاصل کریں تاکہ اسلام کو خوب اچھی طرح سمجھیں اور پھر اس پر مضبوطی سے عمل کریں۔ جماعت احمدیہ اس لئے بنائی گئی ہے کہ ہم سب مل کر دین اسلام کی مضبوطی اور اس کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کام کریں۔ یہ اعلیٰ مقصد ہر وقت ہمارے سامنے رہے۔ پورے دن میں پانچ وقت نماز پڑھنے میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ہے کہ ہم زندگی کے ہر کام میں اپنے دین کو نہ بھولیں۔ ایک مسلمان کی زندگی دوسرے لوگوں سے زیادہ بہتر اسی وقت ہو سکتی ہے جب ہم اس اعلیٰ مقصد کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں۔ یہی وہ اعلیٰ مقصد ہے جس کو ہمارے پیارے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اس طرح بیان کیا ہے۔ "کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو۔"

اور لوگ تو دنیا میں ترقی کرنے کی فکر کرتے اور اپنی تمام کوشش دنیا میں آگے بڑھنے کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن ایک احمدی بچہ علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ وہ دین کو زیادہ اچھے طریق پر سمجھے اور لوگوں کو اس کو اچھی طرح سمجھائے۔ ایک احمدی بچے کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ وہ دین کے لئے کوئی خدمت کا کام کرے۔ خدمت کے چھوٹے سے چھوٹے کام میں بھی

اس کو بے حد خوشی ہوتی ہے۔
ہماری جماعت کے ایک بزرگ شاعر محمد اعظم علوی مرحوم نے احمدی بچوں کے لئے ایک پیارا سا گیت لکھا ہے اس کا ایک شعر ہے۔

ہم دین کی خاطر دنیا کی ہر چیز کو قرباں کر دیں گے

احمدی بچوں کی زندگی کا مقصد دین کی خدمت ہے ہمارے پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کے ایک صحابی نے ایک گھر بنایا۔ تو آپ صلعم کو گھر دکھانے کی غرض سے دعوت دی۔ حضور صلعم نے دیکھا کہ ایک کمرہ میں بڑی سی کھڑکی ہے۔ آپ صلعم نے پوچھا۔ یہ اتنی بڑی کھڑکی کس لئے رکھی ہے۔ صحابیؓ نے فرمایا یہ ہوا کیلئے رکھی ہے تاکہ ذرا بھی ہوا چلے تو کمرہ میں آ جائے۔ حضور صلعم نے فرمایا کہ اگر آپؓ اس نیت سے اس کھڑکی کو رکھتے کہ اس سے آپؓ کو آذان کی آواز آئے تو اس کھڑکی کے بنانے کا بھی آپ کو ثواب ملتا۔ تو ساتھیو! نیک نیت سے دنیا کے کام کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے۔
ہر احمدی بچے کی ہر دم یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دنیا کمانے کے ساتھ اسلام کی ترقی کے لئے بھی کوشش اور دعا کرتا رہے یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اس کے دل میں کچھ کر گزرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔
میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب بچوں کو نیک مسلمان اور مخلص احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

○ امیمہ عامر۔ وزیر آباد

اس محفل میں جس موضوع پر گفتگو ہو رہی ہے وہ ہے اچھا احمدی بچہ کون ہے۔
اس سوال کا سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ جو بچہ اللہ تعالیٰ اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے نیک کاموں کو کرتا ہے وہ اچھا احمدی بچہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے شروع کرنے والے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو یہی بار بار نصیحت کی ہے کہ وہ اسلام کی تعلیم پر پورا پورا عمل کریں اور اپنے اچھے نمونہ سے لوگوں کو یہ دکھائیں کہ اسلام کی تعلیم پر چلنے والا ایک نہایت نیک اور اچھا انسان ہوتا ہے۔ جو خدا کے حکموں پر چلتا اور لوگوں سے نیکی اور اخلاق سے پیش آتا ہے۔ تو اچھا احمدی بچہ وہی ہے جو ایک اچھا مسلمان ہے۔
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ہے کہ اے خدا میرے علم کو بڑھا۔ جو بچہ دل لگا کر علم حاصل کرتا ہے وہ ایک اچھا احمدی بچہ ہے۔ قرآن مجید کا حکم ہے کہ والدین کا حکم مانو۔ ان کا احترام کرو اور ان کی خدمت کرو۔ ایسا ہی بچہ اچھا احمدی بچہ ہوتا ہے۔
قرآن مجید حکم دیتا ہے کہ نماز کو قائم کرو۔ جو بچہ پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتا ہے وہ ایک اچھا احمدی بچہ ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ جو بچہ گھر میں، سکول میں اور محلہ میں اچھی طرح رہتا ہے۔ لوگوں سے اچھی گفتگو کرتا ہے اور ان کی خدمت کرتا ہے تو ایسا بچہ اچھا احمدی بچہ ہے۔
عزیز ساتھیو! ایک اچھا احمدی بچہ وہ ہے جو خدا کے اور خدا کے پیارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ اس کا اٹھنا، بیٹھنا اور اس کا ہر کام ایسا ہو کہ وہ اسلام کی تعلیم کا ٹھیک نمونہ ہو۔ مختصر بات یہ ہے کہ اچھا اور پکا مسلمان بچہ ایک اچھا احمدی بچہ ہے۔ جو دل لگا کر علم حاصل کرتا اور اپنے والدین کی عزت کرتا۔ اپنے بہن اور بھائیوں سے پیار کرتا اور اپنے دوستوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔
میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب بچوں کو زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کا موقع دے اور خدا کے بندوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا کرے۔ آمین